دل کی بات

''دیکھیے رہتا ہے کس کے ہاتھ میدانِ بہار''

مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ کسی بھی ریاست کے بنیادی ستون ہوتے ہیں۔ قانون سازی، قانون کی تشریح اور قانون پر عمل درآمد سے ہی ریاست کا وجود قائم رہتا ہے۔ دنیا کی تاریخ یہی بتلاتی ہے کہ جس ریاست کے یہ ستون گر جائیں اس کی عمارت بھی محفوظ نہیں رہتی۔

بدقسمتی سے مملکتِ خداداد پاکستان میں ہمیشہ سے اِنھی تینوں اداروں کو کوتباہ و برباد کرنے کی سازشیں ہوتی آئی ہیں۔ سکندر مرزا، ایوب خان سے لے کر جنرل پرویز مشرف تک ایک ہی سلسلے کی کڑیاں بکھری پڑی ہیں۔ طوائف الملوکی، ناانصافی اور ظلم ان اداروں کی پہچان بنا دیئے گئے۔ نتیجتاً گزشتہ ساٹھ برسوں سے وطن عزیز ''بحرالبحران'' میں ہی ڈبکیاں لے رہا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ طوفانوں کے موت آسا ہچکولوں کے باوجود میرا پیارا وطن قائم دائم ہے:

سوہنی دھرتی اللہ رکھے قدم قدم آباد

وطن عزیز میں جب بھی فوجی آمریت نے سول جمہوریت سے معانقہ کرنے کی کوشش کی اُسے ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا۔ یہی معانقہ اس کے زوال کا سرآغاز ہوتا ہے پھر اقتدار کی ناؤ ڈولنے لگتی ہے، کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی اور کوئی کنارہ نہیں ملتا' جہاں کشتی ٹھہر جائے۔ ایوب خان، یحییٰ خان اور ضیاء الحق اس تاریخ کی عبرت ناک مثالیں ہیں۔

۹/ مارچ ۲۰۰۷ء پاکستان کی سیاست میں ایک اور بڑی تبدیلی کی تاریخ ہے۔ جب جنرل پرویز نے چیف جسٹس مسٹر افتخار چودھری کے خلاف سپریم کورٹ میں صدارتی ریفرنس داخل کیا۔ جس کی سماعت کے لیے سپریم جوڈیشل کونسل تشکیل دی گئی۔ چیف جسٹس کو غیر فعال کر دیا گیا۔ دو مہینوں میں لمحہ بہ لمحہ حالات بدل رہے ہیں۔ قائم مقام چیف جسٹس رانا بھگوان داس نے عنقریب قوم کو خوشخبری دینے کا عندیہ ظاہر کیا ہے۔ چیف جسٹس مسٹر افتخار چودھری سندھ اور سرحد کے دورے کر چکے ہیں۔ سکھر اور پشاور میں وکلاء اور ججوں نے جس انداز میں اُن کا استقبال کیا اور فاضلانہ خطاب سنا' وہ پاکستان کی تاریخ کا اہم واقعہ ہے۔ ان اجتماعات میں چیف جسٹس کی تقاریر بھی کسی آنے والے طوفان اور تبدیلی کی غماز ہیں۔ خود صدر پرویز اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ اس ریفرنس سے ہمیں نقصان ہوا ہے۔ وہ طاقتیں جو صدر کو اقتدار میں لائی تھیں' وہی اب اُن سے کنی کترا رہی ہیں اور جناب پرویز کو ایسے مقام پہ لا کھڑا کیا ہے کہ واپسی کا راستہ بھی سجھائی نہیں دیتا۔

۱۱/ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد صدر پرویز نے ایک یوٹرن لیا تھا۔ جس کے نتیجے میں عالمی سامراج کو افغانستان کے خلاف مکمل تعاون فراہم کیا۔ دہشت گردی کے خلاف مشترکہ کوششیں کی گئیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک تو امریکہ یہی کہتا رہا ہے

کہ پاکستان ہمارا بہترین پارٹنر اور جنرل پرویز قابل اعتماد دوست ہیں۔ مگر اب صدر پرویز سی این این کو اپنے ایک انٹرویو میں فرمارہے ہیں:

''سرحدی علاقوں میں اتحادی افواج کے ساتھ مل کر مشترکہ آپریشن مسترد کرتا ہوں۔ اگر امریکہ کو ہم پر اعتماد نہیں تو عالمی اتحاد سے الگ ہو جائیں گے۔''

صدر پرویز اب مزید امریکی مطالبات پورے کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ اور امریکہ پاکستان میں نئے منظر اور تبدیلی کا اہتمام کر رہا ہے۔ پاکستان کے دو سابق جلاوطن وزراء اعظم آج کل ''سریع الحرکت'' سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ مسٹر نواز شریف نے چند ماہ قبل لندن میں آل پارٹیز کانفرنس کا اہتمام کرنا چاہا مگر بے نظیر زرداری نے اس کھیل کو ناکام بنا دیا۔ حکومت نے چیف جسٹس کو غیر فعال کیا تو غیر فعال اپوزیشن فعال ہوگئی۔

بے نظیر...... صدر پرویز کی ڈھیل سے ڈیل تک پہنچنے کے جتن کر رہی ہیں۔ مذہبی قوتوں کے خلاف خوب زبان چلا کر وہ ایک طرف تو امریکہ کو وفاداری کا یقین دلا رہی ہیں اور دوسری طرف جنرل پرویز سے میل ملاپ کر کے ایوانِ اقتدار تک پہنچنے کی راہیں تلاش کر رہی ہیں۔

نواز شریف...... ہارے ہوئے سیاسی جواری ہیں۔ اُن کی نگاہیں اُنھی لوگوں پر مرکوز ہیں جو بے نظیر مخالف ہیں یا سیاست میں مذہب کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اس صورت حال میں متحدہ مجلس عمل کی اہمیت اور بڑھ رہی ہے۔ چودھری صاحبان اور نواز شریف' دونوں کی امیدوں کا سہارا مجلس عمل ہے۔ مجلس اس دلچسپ صورت حال سے کیسے لطف اندوز ہوتی ہے۔ یہ اس کی قیادت کی قابلیت وصلاحیت یا اسٹیبلشمنٹ کی منصوبہ بندی پر موقوف ہے۔ اگرچہ مجلس عمل نے بے نظیر کے بغیر گرینڈ سیاسی الائنس کا مشورہ بھی نواز شریف کو دے دیا ہے:

خار و گل دونوں کو اپنے بانکپن پہ ناز ہے
دیکھئے رہتا ہے کس کے ہاتھ میدانِ بہار

چیف جسٹس کا بحران، جامعہ حفصہ کا معاملہ، امریکی سرپرستی میں کمی، سیاسی گرگوں کی تیزیاں اور پھرتیاں موجودہ حکمرانوں کے زوال ہی کی پیش گوئیاں ہیں۔ اقتدار کی رسی حکمرانوں کے ہاتھوں سے نکلتی چلی جارہی ہے اور بحرانوں سے بچاؤ کی تدبیر کا کوئی سرا خزاں رسیدہ حکمرانوں کے ہاتھ نہیں آرہا۔ لیکن......:

بہلا رہے ہیں اپنی طبیعت خزاں نصیب
دامن پہ کھینچ کھینچ کے نقشہ بہار کا

جانے والے تو جا ہی رہے ہیں خدا کرے کہ آنے والا کوئی اچھا انسان ہو جو دین کے ساتھ مخلص ہو، وطن کا وفادار ہو اور قوم کا خیر خواہ ہو۔ جو مقننہ کے وقار کو بحال کر دے، عدل قائم کر دے اور ظلم کو ختم کر کے امن کا داعی بن جائے۔